عدالت شرعیہ ، سنگاپور ،

اور

اس کی بدولت طلاقوں کی روک تھام

مسز سراج

پروفیسر اینڈرسن لکھتے ہیں - '' میرا خیال ہے کہ اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تعدد ازدواج کی نسبت طلاق مسلم خواتین کے مصائب کا زیادہ بڑا سبب ہے - یہ ضرور ہے کہ اسلامی دنیا کے بعض ایسے حصے ہیں جہاں خوشی کی بات یہ ہے کہ طلاقیں شاذ و نادر ہی دی جاتی ہیں لیکن بعض دوسرے حصوں میں طلاقیں خطرناک حد تک عام بھی ہیں - واقعہ یہ ہے کہ جہاں تک قانون کا تعلق ہے مسلمان بیوی کے سر پر طلاق کی تلوار ہمیشہ ہی لٹکتی رہتی ہے اور نسبتاً شاذ ہی ایسی صورتیں ہیں جن میں اس دائمی خطرے سے ایک گونہ تحفظ انہیں حاصل ہوا ہو - یہ صحیح ہے کہ کسی بے گناہ بیوی کو غیر منصفانہ طور پر طلاق دے دینا فقہا کے نزدیک گناہ ہے لیکن یہ طلاق ازروئے قانون شرعی نافذ تو بہر حال ہو ہی جاتی ہے (۱) - ''

کم از کم عدالت شرعیہ کے قیام تک(۲) سنگاپور اسلامی دنیا کا ایک ایسا حصہ تھا جہاں طلاق بہت عام تھی- سنہ ۱۹۵۸ء تک طلاقیں اس کثرت کے ساتھ دی جاتی رہی ہیں کہ ہر سال پچاس فیصدی نکاح طلاق پر منتج ہوتے رہے ہیں ۔

طلاق کی اس کثرت کے دو بڑے عوامل جوڈتھ جامور (Judith Djamour) کے نزدیک یہ ھیں :- اولاً ، قانون وقت نے طلاق کو آسان بنا رکھا ھے اور عوامی اخلاق اسے روا رکھتا ھے ۔ ثانیاً ، طلاق کے خلاف معاشی موانع کافی مؤثر نہیں ھیں(۳) ۔

عدالت شرعیہ کے قیام سے پہلے اسلامی قانون ازدواج و طلاق کا در وبست (۴) '' کاتھیوں '' یعنی قاضیوں(۵) کے ھاتھ میں تھا - انھیں حکومت مقرر کرتی تھی مگر انھیں کوئی مشاھرہ نہیں ملتا تھا بلکہ ان کی آمدنی کا ذریعہ وہ فیس تھی جو انھیں نکاح و طلاق کے رجسٹریشن سے حاصل ھوتی تھی(۶) اس قانون کی جو تعبیر کی جاتی رھی ھے اس کی رو سے مسلمان شوھر کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کی وجوھات بیان کرے ۔ علاوہ ازیں طلاق بھی عملاً قاضی نہیں دیتا تھا بلکہ اسے شوھر کے منہ سے سن لینے کے بعد رجسٹر میں درج کر لیتا تھا ۔ از روئے شریعت چونکہ طلاق مکروہ سمجھی جاتی ھے اور اس کی ھمت افزائی نہیں کی جاتی ، اس لئے قاضی سے یہ توقع کی جاتی ھے کہ وہ طلاق مانگنے والے زوجین کو بھی مشورہ دیگا وہ اپنے اختلافات آپس میں طے کرلیں - لیکن واقعہ یہ ھے کہ یہ طریق عمل بہت کم قاضیوں نے اختیار کیا۔ اس کے علاوہ شافعی فقہ (جو سنگاپور اور گر دوپیش کے اسلامی ممالک میں رائج ھے) جہاں قاضی کو اجازت دیتی ھے کہ وہ بعض خاص حالات میں (مثلاً اگر شوھر بیوی کو چھوڑ کر چلا جائے یا اسے نان و نفقہ دینے کے قابل نہ ھو) نکاح فسخ کر دے(۷) اور ایسی صورت میں مقامی مسلم آرڈی نینس(۸) یہ چاھتا ھے کہ اس قسم کی طلاق منظور کرنے سے پہلے قاضی معاملے کی باضابطہ تحقیق کرے، وھاں عملاً ھوا یہ ھے کہ قاضی سرسری تحقیقات پر طلاق منظور کرتے رھے ھیں اور انھوں نے اس امر کی ذرا بھی کوشش نہیں کی کہ زوجین آپس میں صلح کرلیں ۔ آخری بات یہ کہ نکاح نامے میں شرط تعلیق(۹) کے بکثرت استعمال کے سبب ، ھوتا یہ رھا ھے کہ قاضی بیوی کے محض ان بیانات پر طلاق منظور کر لیتا تھا کہ شوھر اسے نان و نفقہ نہیں دے سکتا یا اسے اس سے ظلم کا اندیشہ ھے اور ان الزامات کی وہ باضابطہ تحقیقات نہیں کرتا تھا ۔ اگر کوئی قاضی طلاق کو رجسٹر میں درج کرلے سے انکار بھی کرتا تو ایک فریق کے لئے یہ ممکن تھا کہ و

کسی دوسرے ایسے قاضی کے پاس چلا جائے جو طلاق کو رجسٹر میں درج کرنے پر رضامند ہو۔ بلا شبہہ مسلم قانون کے نفاذ کا یہ ڈھیلا ڈھالا نظم و نسق اور زوجین میں مصالحت کرانے کے انتظام کا فقدان - یہ وہ دو بڑے عوامل تھے جن کی بناء پر سنگاپور میں طلاق کی شرح بہت اونچی ہوگئی تھی -

اس صورت حالات نے سنگاپور میں مسلم ایڈوائزری بورڈ(۱۰) کے ممبروں اور مسلم ینگ ویمنز ایسوسی ایشن(۱۱) اور خواتین کی بعض دوسری انجمنوں میں خاصا اضطراب پیدا کر دیا تھا - تاہم نومبر سنہ ۱۹۵۹ء تک کوئی مستقل قدم نہیں اٹھایا گیا - اس وقت البتہ بورڈ نے قاضیوں کی عدالت کے قیام کی اصولی تائید کی(۱۲) اور ایک ذیلی کمیٹی بنائی کہ وہ اس کی جانچ پڑتال کرے - اور موجودہ قوانین میں ترمیم کے لئے تجویز پیش کرے (۱۳) یہ سہرا اسی ذیلی کمیٹی کے سر ہے کہ اس کے باوجود کہ کمیٹی میں قاضی صرف تین تھے کمیٹی نے ایک رپورٹ مرتب کی اور سفارش کی کہ قاضیوں کے اختیارات کو محدود کر دیا جائے اور قاضیوں پر مشتمل ایک عدالت الگ بنادی جائے -

بورڈ کی تجاویز حکومت کو بھیج دی گئیں - حکومت نے تجاویز پر مزید تفصیلات طلب کیں - یہ تفصیلات قانون میں بعض ایسی ترمیمات پر مشتمل تھیں جو بورڈ کے نزدیک ضروری تھیں - بورڈ نے کام شروع کر دیا اور ایک مسودہ پیش کیا جو ان قوانین پر مبنی تھا جو سلانگور اور کیلنتن میں نافذ تھے (۱۴) - سلانگور اور کیلنتن کے قوانین میں قاضیوں کی ایسی عدالت کے قیام کی گنجائش تھی جس کی صدارت قاضی ہی کرتا تھا - لیکن سنگاپور کے مسودہ قانون کی رو سے ایسی عدالت شرعیہ قائم کی گئی جس کی صدارت کے لئے ایک تربیت یافتہ قانون دان کا تقرر ضروری تھا - یہ مسودہ قانون وفاق ملایا کے پچھلے نظائر سے اس اعتبار سے مختلف تھا کہ اس کی رو سے قاضی صرف اس طلاق کو رجسٹر کر سکتے تھے جس پر زوجین رضامند ہوں - ان کے علاوہ طلاق کے دوسرے تمام مقدمات فیصلہ کے لئے عدالت شرعیہ کو بھیجنا ضروری تھا - یہ تجویز فوری توجہ کی طالب تھی لیکن ایسا

نہیں ہوا آخر اس مسئلے کو انچے احمد بن ابراھیم نے مجلس قانون ساز میں اٹھایا (۱۵)۔ سکریٹری نو آبادکاری نے جواب دیا کہ وہ اس مسئلے پر غور کریں گے (۱۶) - اس دوران میں سوشل و یلفیر ڈیپارٹمنٹ ان شکایات کی سماعت کرتا رہا جو ازدواجی جھگڑوں سے تعلق رکھتی تھیں اور جن میں فریقین مقدمہ مسلمان ہوتے تھے - کبھی کبھی اس طرح کے فیصلے کے وقت قاضیوں سے بھی مشورہ کر لیا جاتا تھا - لیکن محکمہ کا یہ اقدام مسلم ایڈوائزری بورڈ کو پسند نہیں آیا(۱۷) اس سلسلے میں بہت سے احتجاجی مراسلے حکومت کو بھیجے گئے - نتیجہ یہ ہوا کہ ڈائرکٹر سوشل ویلفیر اور مسلم ایڈوائزری بورڈ کے نمائندوں(۱۸) کی ایک میٹنگ بلائی گئی جس میں یہ طے کیا گیا کہ حکومت مسلمانوں کے ازدواجی جھگڑوں کو طے کرنے کے لئے دو مسلمان مصالحتی افسر مقرر کرے اور ان دو افسروں میں سے ایک افسر مسلمان خاتون ہو(۱۹)

اس رپورٹ کی روشنی میں اصلاحی اقدامات کو عمل میں لانے کی فوری ضرورت اس مقدمہ سے ظاہر ہوئی جو سنہ ۱۹۵۴ء کے آغاز میں مسلم ایڈوائزری بورڈ کے سامنے پیش ہوا - ایک شخص اسماعیل بن قادر نے بورڈ سے شکایت کی کہ اس کے طلاق کے مقدمے میں قاضی نے غلط طریق اختیار کیا ہے - بورڈ نے اس معاملے کی تحقیقات کے لئے ایک ذیلی کمیٹی بنا دی(۲۰)- دوران تحقیقات میں کچھ اضطراب انگیز واقعات سامنے آئے جن کی بناء پر کمیٹی کی رپورٹ کو سائکلو اسٹائل کرایا گیا اور اس کی کاپیاں حکومت کو فوراً بھیج دی گئیں -

واقعات یہ تھے کہ شوہر نے کلوانگ (جوھور) کے قاضی کی عدالت سے بیوی کے خلاف نشوز (نائرمالی) کا حکم حاصل کر لیا تھا - (۲۱) لیکن بیوی سنگاپور آگئی تھی اور اس نے سنگاپور کے صدر قاضی (۲۲) کی عدالت سے طلاق حاصل کر لی تھی ، حالانکہ وہ کلوانگ (جوھور) کی رہنے والی تھی - شادی سنگاپور میں ہوئی تھی لیکن فریقین کلوانگ میں رہ رہے تھے - چنانچہ سوال اب یہ تھا کہ آیا ایسے مقدمات سنگاپور کے قاضی کے

دائرہ اختیار میں ہیں کہ نہیں (۲۳)- سنگاپور کا صدر قاضی بہر حال اس مقدمے کا فیصلہ کر چکا تھا - طلاق تعلیق کی بناء پر منظور کر لی گئی تھی (۲۴) اور یہ تعلیق طلاق کے اس سرٹیفیکیٹ کی نقل کے ساتھ لتھی تھی جو بیوی کو دیدیا گیا تھا - لیکن پتہ یہ چلا کہ یہ تعلیق طلاق کے اصلی سرٹیفیکیٹ میں نہیں تھی (گویا وہ نقل جعلی تھی) - بیوی نے پتہ بتایا، قاضی نے اس پتے پر شوہر کے نام خط لکھا لیکن پتہ صحیح نہ تھا - چنانچہ شوہر تحقیقات کے وقت حاضر نہ ہو سکا - رپورٹ سے صاف ظاہر تھا کہ قاضی نے قانون کے برتنے میں تساہل سے کام لیا تھا -

اس رپورٹ کی بناء پر اور ایڈوائزری کمیٹی کے بار بار زور دینے پر حکومت آخر کار عملی اقدام پر آمادہ ہوئی اور قانون بنانے اور عدالت شرعیہ قائم کرنے کے لئے سہولت بہم پہنچانے پر رضامند ہوئی - اس مقصد کے حصول کے لئے ایک مسودہ قانون ۲۱ نومبر سنہ ۱۹۵۵ء کو مجلس قانون ساز میں پیش کیا گیا - اس بل کی ایک ایسی دفعہ پر اختلاف ہوا جس میں مسلم وصایا (۲۵) کے قانون کے لئے گنجائش رکھی گئی تھی - چنانچہ بل مجلس انتخاب کے پاس بھیج دیا گیا (۲۶) مگر اس سے پہلے کہ مجلس انتخاب اپنی رپورٹ پیش کرے مجلس قانون ساز کا اجلاس برخاست ہو گیا - اور بل کھٹائی میں پڑ گیا - اکتوبر سنہ ۱۹۵۶ء میں یہ بل دوبارہ پیش کیا گیا ایک مفاہمتی دفعہ مسلم وصایا کے سوال پر مرتب کی گئی (۲۷) اور منظور کر لی گئی - ۳۰ اگست سنہ ۱۹۵۷ء کو مسلم آرڈیننس نے قانونی شکل اختیار کرلی (۲۸) چنانچہ وہی ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۵۸ء سے نافذ ہے -

سنہ ۱۹۵۷ء کے مسلم آرڈیننس کی رو سے ایک عدالت شرعیہ قائم ہوئی جس کی صدارت رجسٹرار مسلم میریجز یا کسی ایسے مسلمان کے سپرد کرنا منظور کیا گیا ہے جسے یانگ دی پر تو آن لیگارا (۲۹) مقرر کریں - آرڈیننس کی دفعہ ۱۲ شق ۳ کا مفہوم یہ ہے کہ قاضی کسی طلاق کو رجسٹر نہ کرے تا وقتیکہ اسے یہ اطمینان نہ ہوجائے کہ طلاق پر میاں بیوی دونوں متفق ہیں- ''مسلم میریجز اینڈ ڈائی ورس رولز'' مجریہ سنہ ۱۹۵۹ء (۳۰) میں صراحت ہے کہ دونوں فریق طلاق کی رجسٹری کے لئے باہمی رضامندی کے ساتھ ایک

مقررہ فارم پر درخواست کریں گے اور مکلف ہوں گے کہ درخواست کی تائید میں باضابطہ حلف اٹھائیں اور طلاق کے رجسٹر پر دستخط کریں - طلاق کے دوسرے تمام مقدمات، یعنی وہ مقدمات جن میں باہمی رضامندی شامل نہیں عدالت شرعیہ میں سماعت اور فیصل ہوں گے - عدالت شرعیہ ایک باضابطہ قانونی عدالت ہے جو اپنے طریق کار کے لئے مخصوص ضوابط رکھتی ہے ایڈووکیٹ اور سالسٹر اس عدالت میں پیروی کرنے کا حق رکھتے ہیں اور اس عدالت شرعیہ کے فیصلے کے خلاف اس اپیل بورڈ میں اپیل ہوسکتی ہے جس کے ارکان مسلمانوں میں سے لئے گئے ہوں۔ اس آرڈی ننس کا ایک اہم نتیجہ یہ ہے کہ ایک ایسی طلاق جس میں زوجین کی باہمی رضامندی نہ ہو اسے صرف عدالت شرعیہ ہی منظور اور رجسٹر کرسکتی ہے (۳۱)۔

یہ اقدام قانون سازی کا ایک کارنامہ تھا لیکن اس کے نفاذ میں کچھ مشکلات تھیں مثلاً مسلمانوں کی شادیوں کے لئے ایک رجسٹرار اور عدالت شرعیہ کے لئے ایک صدر کا تقرر چنانچہ جب اس منصب کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا تو اس وقت مقصد یہی تھا کہ امیدوار نہ صرف قانون اسلامی کا علم رکھتا ہو بلکہ انگریزی زبان، قانون شہادت اور اسکے طریق کار سے بھی واقف ہو - آخرکار اس منصب پر الحاج محمد طه بن فتح اللہ سہیمی کا تقرر اور ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۵۸ء کو عدالت شرعیہ کا باضابطہ قیام عمل میں آگیا - پہلے صدر کو عدالت شرعیہ کے ابتدائی سالوں میں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - اس کے عملے میں صرف ایک کلرک تھا اور ایک دفتری - صدر نے محسوس کیا کہ قاضیوں کا زور توڑنا کارے دارد - پھر کافی وقت اس بات میں لگ گیا کہ لوگ عدالت شرعیہ کے مقاصد کو سمجھیں اور اس کے ذریعہ ان کے حقوق کا جو تحفظ مدنظر ہے اس کا ادارک کرسکیں -

جون سنہ ۱۹۵۹ء میں عدالت شرعیہ جو اب تک چیف سیکریٹری کے انتظامیہ کے دائرہ کار کے اندر کام کر رہی تھی براہ راست وزیر محنت و قانون اور ایڈوکیٹ جنرل اینڈ پرمننٹ سکریٹری (قانون) کی نگرانی میں آگئی- اس وقت عدالت شرعیہ کی طرف سے مسلم قانون کو بہتر سے بہتر طور پر منطبق کرلینے کے لئے اقدامات کئے گئے - تین نئے عہدے — صدر قاضی (۳۲) قاضی -

اور ایک مسلم سوشل کیس ورکر خاتون — اور قائم کئے گئے - یہ سب پبلک افسر تھے جو حکومت سے تنخواہ پاتے تھے - عدالت کے دفتری عملے میں بھی اضافہ کیا گیا - چنانچہ دو جنرل کلیریکل اسسٹنٹ، ایک ٹائپسٹ، اور ایک سمن تعمیل کرانے والے کا تقرر عمل میں آیا - صدر قاضی کی جگہ پر توآن حاجی علی بن حاجی محمد سعید صالح کا تقرر کیا گیا، جو کئی سال پہلے سے قاضی چلے آرہے تھے - توآن حاجی سنوسی بن محمد کو مورخہ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۵۹ء سے قاضی مقرر کیا گیا - لیکن انھوں نے اس جگہ صرف تھوڑے ہی دن کام کیا اور اس کے بعد ان کا تقرر یکم فروری سنہ ۱۹۶۰ء سے انچے محمد طہ بن فتح اللہ سہیمی کی جگہ بطور رجسٹرار مسلم میریجیز اور صدر عدالت شرعیہ کر دیا گیا(۳۳)- ان صاحب کے آنے سے عدالت کا علمی اور منصبی وقار اونچا ہو گیا - بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے عدالت کے کام میں ایک نئے تصور کو راہ دی اور ایک نیا مقصدی احساس پیدا کردیا - اسی طرح انہوں نے نہ صرف مسلم قانون کو پائیدار اور مدبرانہ انداز پر چلایا بلکہ قاضیوں میں بھی یہ روح پھونک دی کہ وہ بھی مسلم قانون طلاق کو ایک نئے زاویۂ نظر سے برتیں اس کام میں عدالت شرعیہ کے افسروں نے بھی ان کی تائید کی - ۲۴ اگست سنہ ۱۹۶۰ء کو توآن حاجی صالح بن حاجی پیاہ قاضی بنائے گئے اور ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء کو ایک مسلم سوشل کیس ورکر خاتون کا تقرر عمل میں آیا - یکم جنوری سنہ ۱۹۶۱ء کو توآن حاجی صالح بن حاجی محمد پیاہ(۳۴) کو توآن حاجی علی کی جگہ پر بحیثیت صدر قاضی اور ۷ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء کو توآن حاجی اسماعیل بن ابراهیم(۳۵) کو قاضی مقرر کیا گیا- ایک مسلم سوشل کیس ورکر خاتون کے تقرر کے بعد عدالت شرعیہ میں فریقین مقدمہ میں باھمی مصالحت کے کام کو آگے بڑھانا قدرے آسان ہوگیا اور مسلم پبلک بھی رفتہ رفتہ عدالت کے کام کو سمجھنے اور اس کی افادیت کو تسلیم کرنے لگی -

عدالت میں باھمی مصالحت کرانے والے افسروں نے سنہ ۱۹۶۰ء کے تین مہینوں میں جن مقدمات کو ھاتھ میں لیا ان کی تعداد صرف ۶۳ تھی لیکن سنہ ۱۹۶۱ء ھی میں یہ تعداد ۸۲۷ تک جا پہنچی تھی اس باھمی مصالحت کے کام میں کامیابی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم (ترمیمی) آرڈیننس مجریہ

سنه ۱۹۶۰ء میں مزید قانونی دفعات شامل کردی گئیں جن کی بناء پر عدالت شرعیه کو یه اختیار دے دیا گیا که وہ طلاق کا حکم دینے سے پہلے درخواست کنندوں کو سماعت مقدمه سے قبل مصالحت کر لینے کا موقع دے (۳۶) ۔

یه مصالحتی طریق کار وہ بڑا ذریعه تھا جس کی بدولت عدالت شرعیه اور اس کے کارپرداز سنگاپور میں طلاق کی شرح تعداد کو بہت کچھ گھٹا سکے اور اس کی عملی صورت یه ہے که صدر عدالت طلاق کی ہر درخواست کو تحقیقات اور مصالحت کے لئے سوشل ورکر خاتون یا عدالت شرعیه کے قاضیوں کے پاس بھیج دیتا ہے۔ بسا اوقات صرف یه بات که فریقین کو دوبارہ اپنے معاملات پر سنجیدگی سے غور کرلے یا اپنے اختلافات کسی ایسے شخص سے ذکر کرنے کا موقع مل جاتا ہے جو انہیں نیک مشورہ دینے پر تیار ہو جائے طلاق کے متعلق انہیں اپنا خیال بدل ڈالنے پر آمادہ کر دیتی ہے - دوسری صورتوں میں عدالت شرعیه کے کار پرداز ترغیب و مشورہ دے کر کوشش کرتے ہیں که فریقین کے درمیان نزاع یا تو رفع ہو جائے یا نرم پڑ جائے - تاہم ایسی صورت میں که شوہر رشتہ ازدواج قطع کرنے پر مصر ہو عدالت کے کرنے کا کام کچھ زیادہ نہیں رہ جاتا۔ اگر بیوی طلاق پر راضی نه ہو تو شوہر عدالت شرعیه سے رجوع کرنے پر مجبور ہوگا - اگر شوہر دو گواہوں کے سامنے طلاق کا اعلان کردے تو عدالت شرعیه کے لئے یه تحقیق کرنا لازم ہوگا که یه عمل مسلم قانون کے مطابق ہوا ہے یا نہیں ۔ اس صورت میں شوہر کی درخواست کسی دوسرے وقت سماعت کے لئے رکھدی جائے گی- پیشی کی تاریخ پر شوہر اور اس کے گواہوں کو واقعہ طلاق کے متعلق شہادت دینا ہوگی ۔ اور ان شہادتوں پر بیوی کی طرف سے جرح ہو سکے گی - پھر بھی صدر عدالت شرعیه قبل سماعت یا دوران سماعت میں یه کوشش کرسکتا ہے که فریقین کے اختلاف دور ہو جائیں اور شوہر کو ترغیب دے سکتا ہے که وہ طلاق سے رجوع کرلے (۳۷) اگر صدر عدالت شرعیه ایسا نه کرسکے تو وہ طلاق رجسٹر کرلے گا لیکن اس بات کا اطمینان کرلے گا که بیوی کو مسلم قانون کے مطابق نان نفقه اور معاوضه ملے ۔ اگر عدالت شرعیه سے درخواست کرتے وقت شوہر نے طلاق کا اعلان نہیں کیا ہے تو عدالت شرعیه اس درخواست کو پیشی کے لئے ملتوی رکھے گی اور مقدمے کو فیصل کرنے سے پہلے شوہر اور بیوی کی شہادت کی

مساعدت کرے گی ۔ فریقین کے درمیان مصالحت کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے اور صدر عدالت کو اختیار ہے کہ وہ اس مقصد کے حصول کی خاطر اپنی مدد کے لئے ثالث مقرر کرے چنانچہ جہاں زوجین کو اصرار ہو کہ طلاق منظور کی جائے وہاں اگر عدالت شرعیہ طلاق کا فیصلہ کردینے سے انکار نہ کر سکے تو وہ قطع تعلقات کو روک دینے کی ہر ممکن کوشش کر سکتی ہے ۔ ان مساعی کی کامیابی کا ثبوت اس واقعہ سے ملے گا کہ سنہ ۱۹۶۱ء میں ازدواجی نزاع کے ۳۵۷ مقدمات میں کامیابی کے ساتھ مصالحت کرا دی گئی ۔

عدالت شرعیہ سنگاپور میں مسلمانوں کے اندر طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو روک دینے میں واقعی کامیاب رہی ہے ۔ چنانچہ طلاق کی گرتی ہوئی شرح سے اس بات کا ثبوت ملے گا ۔ ذیل کا نقشہ بتائے گا کہ ایک سال کے اندر منظور شدہ طلاقوں کی شرح تعداد کیا تھی ۔

نقشہ شرح طلاق

سنہ	تعداد شرح
۱۹۵۷ء	۵۱٫۷ فی صد
۱۹۵۸ء	۳۹٫۳ فی صد
۱۹۵۹ء	۳۶٫۸ فی صد
۱۹۶۰ء	۲۶٫۹ فی صد
۱۹۶۱ء	۲۱٫۸ فی صد

اس طرح اگرچہ بہت کچھ کامیابی حاصل ہوچکی ہے لیکن اس پر زیادہ فخر و غرور کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ کیونکہ یہ ۲۱٫۸ فی صد کی شرح کافی اونچی ہے ۔ اور ابھی یہی کہنا ہوگا کہ سنگاپور میں مسلم شادیاں ناھموار ہیں ۔

طلاق کی اس اونچی شرح کا ابتدائی سبب شاید یہ ہے کہ آج بھی عدالت شرعیہ سے باہر قاضیوں کو طلاق رجسٹر کرنے کی اجازت ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ قاضی صرف وہ طلاق رجسٹر کر سکتے ہیں جس پر دونوں فریق رضامند ہوں تاہم بیوی پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے کہ وہ طلاق لینے پر راضی ہوجائے ۔ اس مسئلے کو حل کرنے کی ایک کوشش یہ کی گئی ہے کہ

اس کے لئے درخواست کے مخصوص فارم استعمال کئے جائیں، جن پر فریقین کو دستخط کرنا ہونگے ۔ تاہم ایسی شکایات گزری ہیں کہ بعض عورتوں کو دھوکا دے کر ان کی مرضی کے خلاف ان سے فارم پر دستخط لے لئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ قاضیوں کی طرف سے مصالحت کرانے کی زوردار کوشش کچھ کم ہی ہوئی ہے ۔ طلاق کے اعداد آج بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کہ بعض قاضی دوسرے قاضیوں کی بنسبت طلاق رجسٹر کرلینے کی طرف زیادہ مائل ہیں اس لئے شاید بہتر ہوگا کہ طلاقوں کو رجسٹر کرنے کے اختیارات عدالت شرعیہ کے قاضیوں تک ہی محدود کر دئے جائیں ۔

طلاق کی کثرت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس کے خلاف معاشی موانع کافی زوردار نہیں ہیں۔ اس معاملے میں آرڈیننس سنہ ۱۹۵۷ء اور مسلم (ترمیمی) آرڈیننس سنہ ۱۹۶۱ء کی رو سے عدالت شرعیہ کو یہ اختیار ہے کہ وہ مہر (جسے ملایا کی زبان میں '' مس خاوند '' کہتے ہیں) نان نفقہ اور متاع (یعنی طلاق کی صورت میں عورت کو بطور امداد دی جانے والی رقم) کی ادائیگی کا حکم صادر کرے لیکن بد قسمتی سے وہ رقم جو نان و نفقہ یا '' متاع '' کے طور پر دلائی جاتی رہی ہے وہ اتنی کثیر نہیں ہوتی کہ طلاق کی کثرت کو روکنے کا معاشی سبب بن جائے اور خود دین مہر کی رقم بہت حقیر ہوتی ہے یعنی عام طور پرصرف ساڑھے بائیس ملائی ڈالر(یعنی تقریباً چونتیس روپے پاکستانی)۔ اگر شوہر شادی کے وقت پہلے ہی یہ رقم ادا نہ کرچکا ہو تو بصورت طلاق اسے یہ رقم ادا کر دینے میں کوئی خاص زحمت نہیں اٹھانا پڑتی اگر مصر ہندوستان اور پاکستان جیسے ملکوں کی مثال کی پیروی کی جائے جہاں دین مہر کے طور پر ایک بڑی رقم پہلے ہی اس لئے محفوظ کرلی جاتی ہے کہ بصورت طلاق ادا کردی جائے تو یہ طریق کار کثرت طلاق کو روکنے میں بڑا موثر ثابت ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ دین مہر کی رقم جوں جوں اونچی ہوگی ہوسکتا ہے کہ معاوضے کی وہ رقم بھی اونچی ہوتی جائے جسکی ادائیگی کا حکم عدالت سے بطور '' متاع '' نافذ ہو۔ تاہم نان و نفقہ کے احکامات کے معاملے میں عدالت شرعیہ کو مزید اختیارات دیئے گئے ہیں۔ نان و نفقہ سے متعلق وہ احکام جو عدالت شرعیہ نے بنائے ہیں اس طرح نافذ کئے جا سکینگے کہ آمدنی کی

قرقی کے احکام کے ساتھ ساتھ عمل میں لائے جائیں (۳۹)

شرح طلاق کو روکنے میں ایک بڑی مشکل خود ان لوگوں نے پیدا کی ہے جو یہ دیکھ کر کہ ان کی طلاق سنگا پور میں رجسٹر نہیں ہوسکتی وفاق ملایا کی دوسری ریاستوں میں چلے جاتے ہیں اور اپنی طلاق وہاں رجسٹر کراتے ہیں۔ اسٹیٹ ایڈووکیٹ جنرل نے (۴۰) وفاق ملایا کی ریاستوں میں مذہبی محکموں کے صدر حضرات کے سامنے یہ سوال رکھا ہے چنانچہ اس وقت تک جوہور، ملاکا، اور سیلنگور کے ساتھ معاہدات ہوگئے ہیں اور نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جوہور اور سلانگور کے قاضی عدالت شرعیہ سنگا پور سے رجوع کئے بغیر کسی ایسی طلاق کو رجسٹر نہ کریں گے جس کے ایک یا دونوں فریق سنگاپور کے باشندے ہوں (۴۱)

وہ قانونی رعایات جو مسلم آرڈننس سنہ ۱۹۵۷ء اور مسلم (ترمیمی) آرڈننس سنہ ۱۹۵۷ء میں اب تک شامل کی گئی ہیں قانون سے زیادہ قانون کے انطباق سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ قانون میں ان اصلاحات پر غور کیا جائے جو عرب ممالک اور پاکستان میں نافذ کی گئی ہیں اور دیکھا جائے کہ وہ سنگاپور میں کہاں تک اپنائی جاسکتی ہیں ۔ عرب ممالک اور پاکستان میں اس بات کی رعایت رکھی گئی ہے کہ یہ یک وقت تین طلاقوں کا اعلان مثلاً ”میں تمہیں طلاق دیتا ہوں تین طلاقوں کے ساتھ“ یا ایک ہی دفعہ ایک ہی موقع پر یہ اعلان کہ ”میں تمہیں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں“ —— تو یہ طلاق صرف ایک طلاق اور طلاق رجعی سمجھی جائے گی (۴۲) یہ اصلاح اگر سنگاپور میں اپنالی جائے تو وہ لامحالہ اس حیلے کو غیر ضروری بنا دے گی جسے ”چینا بوٹا“ کہا جاتا ہے (۴۳) بلکہ اسے منسوخ ہی کردے گی ۔ دوسری اصلاحات بھی ممکن ہیں مثلاً وہ اعلان جو نشے کی حالت میں کیا گیا ہو یا کسی تخویف کے زیر اثر، کالعدم قرار دیا جائے۔ یا وہ اعلان جو شوہر غصہ کی حالت میں کرے درآنحالیکہ اس کے حواس عارضی طور پر بجا نہ ہوں ۔ وہ بھی کالعدم سمجھا جائے ۔ قسم یا دھمکی کے طور پر جو طلاق دی گئی ہو وہ صرف اسی صورت میں نافذ ہو جب کہ شوہر کی نیت واقعی طلاق دے دینے کی ہو نیز طلاق کا وہ

اعلان جب بیوی حاملہ ہو یاتو منسوخ قرار دیا جائے یا اس کا فیصلہ وضع حمل تک ملتوی رکھا جائے (۴۴) یہ اصلاحیں اگر منظور کرلی جائیں تو عدالت شرعیہ کا کام یقیناً بہت کچھ آسان ہوجائے - پھر کچھ دفعات ایسی بھی مطلوب ہیں جن کی بہ دولت جیسا کہ عرب ممالک اور ہند و پاکستان میں ہورہا ہے بیوی عدالتی طلاق اس بناپر حاصل کرسکے کہ اس کا شوہر اسے نان و نفقہ نہیں دے سکتا یا نہیں دے گا - یا اس بنا پر کہ شوہر کسی ایسے مرض میں مبتلا ہے جو ازدواجی زندگی کے لئے خطرناک ہے - یا شوہر نے اسے کسی قانونی جواز کے بغیر ایک سال سے چھوڑ رکھا ہے یا یہ کہ وہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے جو اس کےلئے نا قابل برداشت ہے - (۴۵) بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ ان امور سے شرح طلاق میں اضافہ ہو جائے گا لیکن اگر ساتھ ہی تعلیق کو منسوخ کردیا جائے- جس پر انڈونیشیا میں اعتراض ہوا ہے (۴۶) اور جیسے سنگا پور میں مقیم ہندوستانیوں اور پاکستانیوں نے ناپسند کیا ہے - تو عجب نہیں کہ واقعۃً شرح طلاق بڑھنے نہ پائے اور ساتھ ہی ساتھ مسلم خواتین کے حقوق کا بھی تحفظ ہو جائے -

آخر کلام یہ کہ امید یہی کی جاتی ہے کہ جہاں طلاق کے مروجہ قانون میں اصلاح و ترمیم ہو وہاں ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کا طلاق کے بارے میں رویہ بھی تبدیل ہو۔

طلاق کے بارے میں ارشاد نبوی ص ہے کہ یہ ''ابغض المباحات'' ہے - اگر مسلم معاشرے کا اخلاقی ضمیر طلاق کو روا رکھنے کے بجائے اس سے نفرت کرنے لگے تو شرح طلاق آپ ہی آپ زیادہ سے زیادہ گرجائے - خاندان کی استواری اور پائیداری ہی میں معاشرے کی قوت اور اس کے مستقبل کی فلاح پنہاں ہے - چنانچہ جہاں تک سنگاپور کی عدالت شرعیہ نے مسلم شادیوں کو زیادہ پائیدار بنانے میں مدد دی ہے ، اس سے یہ ضرور ثابت ہوگیا ہے کہ جن افراد نے عدالت شرعیہ کے قیام پر زور دیا تھا ان کی توقعات اور حوصلہ مندیاں بیجا نہ تھیں (۴۷) -

حوالے اور حواشی

۱- جے - این - ڈی - اینڈ رسن - '' اسلامک لا ان دی ماڈرن ورلڈ '' لندن ۱۹۵۹ع - صفحات ۵۱ - ۵۲ -

۲- عدالت شرعیہ کا قیام ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۵۸ء سے زیر دفعہ ۲۰ مسلم آرڈیننس' ۱۹۵۷ع گزٹ نوٹیفکیشن ایس ۲۹۲' ۱۹۵۸ء عمل میں آیا تھا - عدالت کی صدارت ایک صدر کرتا ہے - جسے ان تمام چارہ جوئیون اور کارروائیوں کی سماعت اور فیصلے کا اختیار ہے جن میں فریق مقدمہ مسلمان ہوں' اور جنکا تعلق نکاح' طلاق' منگنی' فسخ نکاح' اور زوجین میں قانونی انقطاع سے ہو' عدالت مجاز ہے کہ نان و نفقہ یا مہر اور '' متاع '' (معاوضہ) کی ادائیگی کے لئے احکام صادر کرے - دیکھئیے حواشی (۳۹) اور (۴۰) نیچے -

۳- جوڈتھ جامور '' ملے کن شپ اینڈ میرج ان سنگاپور '' لندن ۱۹۵۹ع' صفحہ ۱۴۹ -

۴- سنگاپور میں مسلم قانون نکاح و طلاق کے خلاصے کے لئے دیکھئے '' سنگاپور میں مسلم شادی اور طلاق '' پر جناب انچے احمد بن محمد ابراہیم کا مضمون مندرجہ Malayan Law Journal شمارہ نمبر ۳۱ بابت سنہ ۱۹۶۲ء -

۵- '' کاتھی '' (عربی لفظ قاضی) - قانون شریعت کے جج کا نام ہے مگر ملایا میں یہ لفظ اس عہدیدار کے لئے استعمال ہوتا ہے جو نکاح پڑھاتا ہے اور شادی یا طلاق کو رجسٹر کرتا ہے - سنگاپور میں قاضی کا تقرر یانگ دی پرتوآن نگارا (صدر ریاست) کی طرف سے ہوتا ہے- اور قاضیون کے اختیارات ڈپٹی رجسٹرار آف مسلم میریجیز کے برابر ہوتے ہیں -

۶- ۱۹۵۹ء سے صدر قاضی کے علاوہ دوسرے قاضیوں کو کوئی تنخواہ نہیں دی جاتی ہے لیکن انہیں اجازت ہے کہ شادی و طلاق کی رجسٹری کی فیس جمع کریں اور اپنے کام میں لائیں - آجکل شادی و طلاق کو رجسٹر کرنے کی فیس ۱۵۰۰ ڈالر ہے - سنگاپور میں قاضی اپنے ہاتھ سے بہت سے عدالتی اختیارات کھو چکے ہیں اور یہ امور عدالت شرعیہ کی طرف منتقل ہوگئے ہیں -

۷- فسخ کے معنی ہیں معاہدے کی تنسیخ — شادیوں سے متعلق اس لفظ سے مراد یہ ہے کہ شادی عدالت کے حکم سے منسوخ کردی گئی - شافعی مذہب کی رو سے فسخ نکاح کی شرائط بہت محدود ہیں مثلاً یہ امر کہ شوہر نان و نفقہ نہ دے سکے صرف ایسے ہی مقدمے سے مخصوص ہوگا جس میں شوہر بیوی کو نان نفقہ دینے کے وسائل ہی نہیں رکھتا - نکاح فسخ کرنے کا اختیار سنگاپور میں اب صرف عدالت شرعیہ ہی کو حاصل ہے -

٨- باب ٢٦ نظرثانی کے بعد — اس کا اعادہ مسلم آرڈیننس ١٩٥٧ء (٢٥ و ١٩٥٧ء) کیا جا چکا ہے -

٩- تعلیق سے مراد ہے کہ کسی معاهدے میں شرط مثلاً شادی کے معاهدے میں- ملایا میں عموماً ایسا هوتا ہے کہ دولها شادی کے وقت ایک تعلیق پیش کرتا ہے جسکا مفهوم یہ هوتا ہے کہ اگر وہ شرط نکاح کو پورا نہ کر سکے تو طلاق وارد هوجائے - سنگاپور میں یہ تعلیق کچھ اس مضمون کی هوتی ہے کہ " اگر میں تین یا تین مهینے سے زائد اپنی بیوی کو نان و نفقه نہ دے سکوں " یا " اگر میں اسکے ساتھ ظالمانہ سلوک کروں " اور وہ عدالت سے رجوع کرے اور اپنی شکایت ثابت کردے تو سمجھا جائے کہ اس پر ایک طلاق وارد هو گئی ، " طلاق مشروط سنگاپور میں اب صرف عدالت شرعیه هی رجسٹر کر سکتی ہے -

١٠- مسلم ایڈ وائزری بورڈ کے ممبروں کا تقرر یانگ دی پرتوآن نیگارا کرتا ہے یہ ممبر کوئی دستوری فرائض نہیں رکھتے - لیکن حکومت اور مسلمانوں کو مذهب اسلام اور اسلامی قانون کے متعلق مشورہ دیتے هیں -

١١- مختلف نسلی طبقوں کی مسلم خواتین کی ایک تنظیم جس نے سنه ١٩٥٣ء سے مسلمانوں کے معاملات میں عملی دلچسپی لی ہے -

١٢- ایک عالم دین اور امام شیخ فتح اللہ سہیمی کی تجویز -

١٣- ذیلی کمیٹی کے ارکان — انچے احمد بن محمد ابراهیم - مسٹر ایم - جے نمازی - توان شیخ فتح اللہ سہیمی - توآن حاجی جبیر بن محمد امین - توآن حاجی علی بن حاجی محمد سعید صالح توآن سید عبد اللہ بن شیخ بالفقیه ڈاکٹر بشیر احمد ملال اور توآن شیخ حسین خطیب - اس وقت انچے احمد بن محمد ابراهیم اور مسٹر ایم جے نمازی وکیل تھے - حاجی جبیر حاجی علی اور شیخ حسین خطیب قاضی شیخ فتح اللہ سہیمی اور سید عبداللہ بالفقیه معلم دین اور ڈاکٹر بشیر احمد ملال ناشر قانون (جو پاکستانی هیں -)

١٤- سلانگور ایڈ منسٹریشن آف مسلم لا انیکٹ مینٹ ١٩٥٢ ع (نمبر ١٩٥٢٣ء) -

١٥- تحریک التواء پر ٢٠ جولائی سنه ١٩٥٢ ع کو ایک تقریر میں انچے محمد ابراهیم نے جو اس وقت لیجسلیٹو کونسل کے ممبر تھے کہا :

" سنگاپور جس کے مسلم زعماء یہ دیکھ کر بہت مضطرب هیں کہ مسلمانوں کی شادیوں کے بالمقابل طلاق کی شرح بہت اونچی جا رهی ہے- مسلم ایڈوائزری بورڈ نے صورت حالات پر بطور خاص غور کیا ہے اور تحقیق و جستجو کے بعد

اس نتیجه پر پہنچا ہے که سنگا پور میں قاضیوں کی عدالت کا قیام بہت ضروری ہے 'مسلمان محسوس کرتے که صرف ایسی عدالتوں کے قیام هی سے عدالتی طور پر طلاقوں کا انسداد کیا جا سکتا ہے -''

'' ریاستہائے ملایا میں قاضی عدالتیں موجود هیں لیکن سنگاپور میں ایک بھی نہیں ہے - موجوده حالات میں مسلم شادی اور طلاق کے معاملات انفرادی طور پر قاضیوں کے هاتھ میں هیں اور قاضیوں پر کسی قاعدے قانون کی قدغن نہیں مسلم ایڈوائزری بورڈ نے مسلم آرڈیننس میں چند ترمیمیں تجویز کی هیں تاکه سنگا پور میں قاضی عدالتیں قائم کی جا سکیں یه تجاویز کچھ عرصه هوا حکومت کو بھیج دی گئی تھیں لیکن اس وقت تک حکومت نے کوئی جنبش نہیں کی ہے ''-

'' یه معامله مسلمانان سنگا پور کے لئے بہت اهم ہے اور باعث اضطراب' مجھے امید ہے که حکومت ضروری ترمیمی قانون سازی سے کام لینے میں مزید تاخیر نه کریگی ''-

۱۶ - سیکنڈ لیجسلیٹیو کونسل سنگا پورکالونی کے چوتھے اجلاس ۵۵—۱۹۵۴ء کی کارروائی صفحه ۲۰۷ بی -

۱۷ - مسلم ایڈوائزری بورڈ کا خیال ہے که سوشل ویلفیر ڈیپارٹمنٹ کے غیر مسلم عہدیدار شاید مسلم قانون اور رواج کے تقاضوں کا کما حقه ادراک نه کر سکیں -

۱۸ - انچے ابوبکر بن پاؤنچی جو اس وقت مسلم ایڈوائزری بورڈ کے سکریٹری تھے اور انچے احمد بن محمد ابراهیم -

۱۹ - انچے احمد بن محمد ابراهیم کی تجویز پر -

۲۰ - اس ذیلی کمیٹی کے ارکان — انچے احمد بن محمد ابراهیم' توآن سید عبدالله بالفقیه توآن شیخ شاذلی عثمان اور انچے محمد صادق بن حاجی عبدالحمید توآن شیخ شاذلی عثمان اور توآن سید عبدالله بالفقیه معلم دین تھے - انچے محمد صادق گورنمنٹ پنشنر تھے اور پھر لیجسلیٹیو اسمبلی کے ممبر -

۲۱ - بیوی کے خلاف نشوز کا حکم صادر کیا جا سکتا ہے بشرطیکه اسے غیر معقول طور پر خاوند کے ساتھ رهنے سے انکار هو - مقصد یه هوتا ہے که شوهر نان و نفقه کی ذمه داری سے آزاد هو جائے اور بیوی اس بناء پر طلاق حاصل نه کر سکے که شوهر اس کو نان و نفقه نہیں دے سکتا -

۲۲ - صدر قاضی سنگاپور میں سینیئر قاضی کا خطاب هوتا ہے سنه ۱۹۵۴ء میں اس کے اختیارات اور فرائض وهی تھے جو اور دوسرے قاضیوں کے تھے - لیکن موجوده

صدر قاضی کا تقرر بحیثیت صدر قاضی مسلم آرڈیننس ۱۹۵۷ء کے تحت عمل میں ۓ ہے - چنانچہ انہیں قاضی کے اختیارات و فرائض کے علاوہ خصوصی اختیارات' ور فرائض بھی حاصل ہیں -

۲۳ - مسلم آرڈیننس (باب ۴۶) کی دفعہ ۱۸ کا منشاء یہ ہے کہ قاضی کسی بیاھتا عورت سے جو سنگا پور میں کم سے کم چار مہینے مقیم رہی ہو نکاح کے فسخ کی درخواست لے سکتا ہے — دیکھئے صفحہ ۳۲ مسلم آرڈیننس ۱۹۵۷ء

۲۴ - دیکھئے حاشیہ (۱۰) اوپر -

۲۵ - وہ قانون جس کی رو سے مسلمانان سنگا پور وصیت کرتے تھے - انگریزی قانون تھا جس کے تحت ایک فرد اپنی مرضی کے مطابق اپنا مال تقسیم کر دینے کا مجاز ہوتا ہے لیکن مسلم قانون کے تحت متوفی کے اہل و عیال کے مطابق مطالبات بالائے طاق نہیں رکھے جا سکتے بلکہ اس کے مال کا دو تہائی حصہ اس کے بیوی بچوں اور دوسرے رشتہ داروں میں لازماً تقسیم کیا جائیگا- ایک شخص اپنے مال کا صرف ایک تہائی ہی وصیت کر سکتا ہے - مسلم ایڈوائزری بورڈ چاہتا تھا کہ مسلم قانون وصیت پر اسی طرح لاگو ہو جس طرح دوسرے مقدمات پر لاگو رہا ہے - لیکن بعض مسلم قانون دانوں اور تجارت پیشہ لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ تجویز فرد کی ملکیت کی آزادی میں مخل ہوتی ہے -

۲۶ - اس کمیٹی کے سامنے انچے احمد بن محمد ابراهیم نے مسلم ایڈوائزری بورڈ کی طرف سے شہادت دی -

۲۷ - دفعہ ۴۱ مسلم آرڈیننس ۱۹۵۷ع -
یہ دفعہ انگلش ان هیری ٹنس (فیملی پروونزن) ایکٹ ۱۹۳۷ع کے بعد آئی ہے یہ دفعہ ہر اس شخص کو جسے بروئے مسلم قانون متوفی کے مال سے حصہ لینے کا حق پہنچتا ہے عدالت سے یہ درخواست کرنے کی رخصت دیتی ہے کہ عدالت متوفی کی وصیت میں ایسا رد و بدل کر دے جس کی بناء پر اسے اس کا حصہ مل سکے یہ دفعہ انچے احمد بن محمد ابراهیم کی مدد سے بنائی گئی تھی جو اس وقت حکومت میں قائم مقام لیگل ڈرافٹس مین تھے -

۲۸ - آرڈیننس نمبر ۳۵' سنہ ۱۹۵۷ع -

۲۹ - یہ سنگا پور کے سر براہ اعلی کا لقب ہے جس کے لفظی معنی ہیں '' عزت مآب مملکت''

۳۰ - گزٹ نوٹیفیکیشن نمبر ایس ۲۳۹ سنہ ۱۹۵۹ع -

۳۱ - یہ ایک نمایاں کامیابی تھی- اس باب میں مسلم آرڈیننس سنہ ۱۹۵۷ع اگرچہ سلانگور اور کلینتن کے قانون پر مبنی مگر اس سے مختلف بلکہ اس سے زیادہ ترقی پسندانہ تھا -

۳۲ - صدر قاضی کی اسامی مسلم آرڈیننس ۱۹۵۷ع میں ملحوظ رکھی گئی تھی - ان اختیارات کے علاوہ جو صدر قاضی بحثیت قاضی رکھتا تھا اسے بعض خصوصی اختیارات اس امر کے بھی حاصل تھے کہ وہ بذات خود ان مواقع پر شادی کی رسومات ادا کرا دے - جہاں عورت کوئی ولی نہ رکھتی ہو یا ولی عورت کو شادی کرنے کی اجازت دینے سے بلا عذر معقول انکار کرتا ہو -
مسلم ترمیمی آرڈیننس ۱۹۶۰ء (نمبر ۲۰-۱۹۶۰ع) کی رو سے صدر قاضی کو یہ خصوصی اختیار بھی حاصل تھا کہ وہ کسی ایسے شخص کو شادی کر لینے کی اجازت دیدے جو ایک یا ایک سے زائد بیویاں سلامت رکھتا ہو -

۳۳ - توآن حاجی سنوسی نے مسلم قانون اور اسلامی دینیات کا مطالعہ مصر اور مکہ شریف میں کیا تھا - اور وہ جامعہء ازھر کے فاضل تھے -

۳۴ - فاضل ازھر ریاست قدح کے رہنے والے تھے -

۳۵ - ایک اور فاضل ازھر -

۳۶ - نمبر ۲۰ — ۱۹۶۰ع جس کا نفاذ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۶۱ع سے عمل میں آیا -

۳۷ - ۱۹۶۱ع — نو مقدمات میں اس نوعیت کی مصالحت کرائی گئی — رجسٹری آف مسلم میر یجیز سنگا پور کی رپورٹیں بابت سنہ ۱۹۶۰ع اور ۱۹۶۱ع -

۳۸ - سالانہ رپورٹ سنگا پور ۱۹۶۰ع رجسٹری اف مسلم میر یجیز سنگا پور میں بابت ۱۹۶۱ع ۱۹۶۰ع -

۳۹ - کمائی پر قرقی کے احکام جو ''ویمنز چارٹر'' ۱۹۶۱ع حصہ سوم کے تحت بنالیے گئے ہیں ان احکام کا مقصد یہ ھے کہ وہ نان و نفقہ جس کا حکم عدالت نے دیا ھے اس مالک کو ادا کرنا ھوگا جس کا شوھر مذکور ملازم ھے -

۴۰ - وہ مستقل سکریٹری بھی تھے اور عدالت شرعیہ کے انتظامی امور کے ذمہ دار بھی -

۴۱ - دوسری ریاستیں ابھی ایسے انتظام پر متفق نہیں ہوئی ہیں -

۴۲ - دیکھئیے ' جے این ڈی اینڈ رسن " اسلامک لا ان دی ماڈرن ورلڈ " لندن ۱۹۵۹ع صفحہ ۵۶ اور مسلم فیملی لا ارڈیننس ۱۹۶۱ع پاکستان-

۴۳ - " چینا بوٹا " ایک تعریضی اصطلاح عربی لفظ " تحلیل " کا بدل — مراد وہ شخص جو ایک عورت سے نکاح کرنے پر اس وعدے کے ساتھ رضامند ہوجائے کہ وہ اس کے ساتھ وظیفہء شوہری ادا کرنے کے بعد اسے طلاق دیدے گا تاکہ وہ اپنے سابق شوہر کے ساتھ پھر شادی کر سکے جس نے اسے تیسری بار بھی طلاق دیدی تھی - اس عمل کی رخصت تو ہے لیکن اسے ایک عمل معصیت ہی سمجھا جاتا ہے -

۴۴ - دیکھئیے جے این ڈی اینڈ رسن " اسلامک لا ان دی ماڈرن ورلڈ " لندن ۱۹۵۹ع صفحات ۵۵ — ۵۶ اور مسلم فیملی ارڈیننس ۱۹۶۱ع پاکستان -

۴۵ - دیکھئیے جے این ڈی اینڈ رسن " اسلامک لا ان دی ماڈرن ورلڈ " لندن ۵۹ع صفحہ ۵۴ اور ریسولیشن اف میرج ایکٹ ۱۹۳۹ع انڈیا جو پاکستان میں بھی نافذ ہے - فیضی - اوٹ لائن اف محمڈن لا - اکسفورڈ ۵۵ع صفحہ ۱۴۵ ایف صفحہ ۱۵۹ -

۴۶ - دیکھئیے ایچ سلیمان راشد " فقہ اسلام " مطبوعہ جکارتا چھٹا ایڈیشن ۱۹۶۱ع صفحہ ۳۹۳ - ۳۹۴

۴۷ - وہ کوششیں جو سنگا پور میں عمل میں لائی گئی ہیں کسی قدر کامیابی سے ہمکنار بھی ہوئی ہیں اور ان کا کچھ نہ کچھ اثر ملایا کی ریاستوں پر بھی پڑا ہے - مثال کے طور پر سلانگور نے انسداد طلاق کے لئے ایک انتظامی طریق کار اختیار کر لیا ہے جو سنگا پور ہی کی تقلید ہے -